



تختیم کاموں کی تقسیم



مکالمہ شہری

10

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
كَمَا بَعْدَ فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ طِبْسُمُ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ طِبْسُمُ
تنظیمی کاموں کی تقسیم

مجھ پر درود شریف پڑھ کر اپنی مجالس آراستہ کرو کہ تمہارا درود پاک پڑھنا بروز قیامت تمہارے لئے نور ہو گا۔

(فردوس الاخبار رقم الحدیث ۳۱۲۸ بیروت)

صلوٰا علیٰ الحبیب! صلٰی اللّٰہ تعالیٰ علٰی محمد کام کی مبارک تقسیم

ایک مرتبہ کسی سفر میں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بکر ذبح کرنے کا ارادہ کیا اور کام تقسیم کر لیا۔ کسی نے اپنے ذمہ ذبح کا کام لیا تو کسی نے کھال ادھیر نے کا، نیز کوئی پکانے کا ذمہ دار ہو گیا۔ سرکار مدینہ نے فرمایا، لکڑیاں جمع کرنا میرے ذمے ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان عرض گزار ہوئے، آقا یہ بھی ہم کر لیں گے۔ فرمایا، یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ آپ حضرات بخوشی کر لیں گے۔ مگر مجھے یہ پسند نہیں کہ آپ لوگوں میں نمایاں رہوں اور اللہ تعالیٰ بھی اس کو پسند نہیں فرماتا۔

(اتحاف السادة المتنقین ج ۸ ص ۲۱۰ دارالكتب العلمیہ بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے پیارے آقا، مدینی مصطفیٰ اور آپ کے جانشیار صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کتنے پیارے انداز میں کام تقسیم کر لیا کہ جہاں بھر کے لوگ ایسی مثال پیش نہیں کر سکتے اور یہ سب مدینی آقا کی مبارک تربیت کا اثر تھا کہ یہ انداز ان صحابہ کرام علیہم الرضوان کی طبیعت بن گیا تھا۔ بھرت کا سفر ہو یا حج کا موقع، غزوات و سرایا ہوں یا دعوت اسلام عام کرنے کے لئے راہ خدا تعالیٰ میں سفر کرنے والے مدینی قافلے، وہ ہمیشہ اپنے امور بحسب صلاحیت آپس میں تقسیم فرمایا کرتے اور ہر ایک اسلام کی پُر خلوص و بے لوث خدمت کیلئے خود کو پیش کر کے اپنی ذمہ داری باحسن و جوہ سرانجام دینے کی بھرپور سعی کرتا۔ پیارے آقا یہ بھی عاجزی اختیار فرماتے ہوئے اپنے غلاموں کی حوصلہ افزائی کے لئے عملی طور میں شرکت فرمایا کرتے جیسا کہ حدیث بالا میں مذکور ہے۔ اس طرح رہتی دنیا تک کیلئے ہمیں کیا عمدہ لا جعل عطا فرمادیا گیا کہ حتی الامکان ہر کام تقسیم کاری کے ذریعے کیا جائے۔ جس جس کام کی صلاحیت ولیاقت رکھتا ہو اس میں خدمات سرانجام دے اور یہی طریقہ کارفطروی نظام سے زیادہ قریب ہے۔ مثلاً جسمانی نظام ہمارے انسان ہی کو لے لجھے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ سے انسانی جسم میں بیک وقت نظام انہظام، نظام تنفس، نظام اعصاب، اور نظام مخصوص اعضاء کی مخصوص کارکردگیوں پر مشتمل تقسیم کار کا ایک لا جواب نمونہ ہے۔

شہد کی تیاری اور تقسیم کاری

مل جل کر تقسیم کاری (Distribution) کے ذریعے کام کرنے کی ایک بہترین مثالی شہد کی تیاری کے سلسلے میں مکھیوں کی تگ و دو ہے۔ کشیر فوائد کا حامل شہد ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ مگر اس کی تیاری ایک بے حد محنت بہت ساری کھیاں مل جل کر اپنی ذمہ داری نبھاتے ہوئے یہ کام کرتی ہیں تو کرم وقت میں ایک بڑی مقدار میں شہد

تیار ہو جاتا ہے۔

لنگڑا اور اندھا

اس طرح تقسیم کاری (Distribution) میں ایک دوسرے کی صلاحیات سے مستفید ہونے کے بھی بہترین موقع فضیل ہوتے ہوتے ہیں جیسا کہ حکایت مشہور ہے کہ ایک عمارت میں آگ لگ گئی۔ لوگ اپنی اپنی جانیں بچا کر وہاں سے نکلنے لگے۔ اس عمارت میں دو مخدوڑ افراد بھی تھے جن میں سے ایک لنگڑا اور دوسرا اندھا تھا۔ دونوں نے اپنی کمزوریوں سے مفاہمت کرتے ہوئے جانیں بچانے کے لئے بڑی انوکھی ترکیب سے کام لیا چنانچہ اندھے نے لنگڑا کو اپنے کندھے پر سوار کر لیا اور لنگڑا اندھے کی رہنمائی کرنے لگا۔ یوں وہ دونوں ہی آگ سے فج نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔

آگ بجهہ گئی

دوسری طرف آگ بچانے والے عملے ایک فرد پانی کی سپلائی کا والوں والوں (Valve) (یعنی پاپ) سنبھالے ہوئے ہے، ایک سیڑھی پر چڑھ کر پانی کا چھڑروکا د کر رہا ہے اور ایک مزید پانی لئے اس طرف بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اس طرح تقسیم کاری مدد سے اجتماعی کوشش کے ذریعے ایک خطرناک آگ پر قابو پا کر بہت سی قیمتی جانیں اور بیش قیمت اموال بچا لئے گئے۔ یونہی زندگی کے کسی بھی شعبہ (Department) میں دیکھ لیجئے، حکومتی مکملوں (Government Institutes) سے لیکر پرائیوٹ اداروں (Private Institutes) تک جہاں بھی تقسیم کار پایا جائیگا اس کے فوائد نمایاں ہونگے۔

دعوت اسلامی کو تقسیم کار کی ضرورت ہے

الغرض کوئی بھی ادارہ کارخانہ (Factory) یا تنظیم ہو، جہاں بھی بڑی تعداد میں لوگ کام کرتے ہیں وہاں تقسیم کار کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہذا ہماری چیلنج تحریک ”دعوت اسلامی“، (جس کا مدنی کام تادم تحریر دنیا کے ۵۵ ممالک کے لاکھوں مسلمانوں میں پھیل چکا ہے) کو بھی تقسیم کار کی ضرورت ہے۔ تقسیم کار کے ذریعے ہم دعوت اسلامی کے تمام مدنی کام احسن، سہل، اور منظم انداز میں کر سکتے ہیں، کم وقت میں مطلوبہ نتائج حاصل کر کے اپنا کام تیز تر کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ علاقوں میں اسلام کا یہ مدنی پیغام عام کر سکتے ہیں، کثیر تعداد میں نئے اسلامی بھائی تربیت و تحریک حاصل کر کے ذمہ داران کے نعم البدل بن سکتے ہیں نیز احکامات کی بروقت ترسیل اور کارکردگی لینے کی مضبوط ترکیب بھی تقسیم کار کی مرہون منت ہے۔

تقسیم کار کی بہترین تصویر

الحمد للہ تعالیٰ ﷺ ”دعوت اسلامی“ کے سنتوں کے تربیت کیلئے راہ خدا ﷺ میں سفر کرنے والے مدنی قافلے تقسیم کار اور نعم البدل کی تیاری بہترین تصویر کرتے ہیں ملائص کامدنی مشورہ ہی لے لیجئے جس میں امیر قافلہ شرکاء قافلہ میں ڈبل بارہ گھنٹوں کے کام تقسیم کر دیتے ہیں کہ کون کس وقت درس بیان کرے گا، کون کس نماز کے بعد اعلان کرے گا، اور کھانے

اور مسجد وغیرہ کی خیرخواہی کوں کرے گا۔ اس سے فوائد ہاتھوں ہاتھ سامنے آنے لگتے ہیں۔ جو کسی سے بات کرنے کی لیاقت و ہمت نہیں رکھتے نیکی کی دعوت دینے والے اور انفرادی کوشش کرنے والے بن جاتے ہیں۔ اسی طرح علاقائی دورہ برائے نیکی دعوت بھی اعلیٰ درجے کی تقسیم کا رپر مشتمل ہوتا ہے۔ جس کی برکتوں سے بھی ہر سمجھدار باشعوا اسلامی بھائی خوب آگاہ ہے۔

نفسِ جاہ پسند

ان تمام مثالوں اور فوائد سے تقسیم کی اہمیت سمجھ جانے کے باوجود ہو سکتا ہے کہ جاہ پسند نفس بdas میں رکاوٹ بنے کیونکہ نفسِ ادایت کی کواہش کا ٹوٹ گر ہے جیسا کہ سیدنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں کہ ”ہر انسان (کافس) بالطبع کمال میں منفرد ہونے کا پسند کرتا ہے“۔ اس انفرادیت کی خاطروہ اپنے مرتبہ و منزلت کے اعتقاد کے ساتھ لوگوں کے دل مسخر کرنے اور اپنی شہرت قائم رکھنے کی کوشش کرتا ہے جسے ”چِ جاہ“ کا نام دیا گیا ہے۔ مگر کام تقسیم کرنے میں نفس کیلئے مشکل یہ ہے کہ کسی شخصیت کی انفرادیت قائم نہیں رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ جس شخص کا منفرد ہونے کا مزاج بن جاتا ہے وہ تاکیم کار کے عمل پر پورا نہیں اترتا، اگر بظاہر وہ تقسیم کا انداز اختیار کر بھی لے جب اپنی شخصیت کو نمایاں رکھتا ہے۔ اسے اس بات کا خوف رہتا ہے کہ کہیں کوئی دوسری شخصیت اوپر آ کر میری انفرادیت و شہرت اور مرتبہ و منزلت ختم نہ کر دے۔ پھر وہ اپنی اس جھوٹی انفرادیت شہرت اور مرتبہ و منزلت قائم رکھنے کی ہوس میں ظلم پر اتر آتا اپنی برتری ثابت کرنے اور ماتحت اسلامی بھائیوں کو کمتر اور نیچا دکھانے کے لئے نئے انداز اختیار کرتا، طرح طرح کی چالیں چلتا اور اس کوشش میں دینی نقصان کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ ایسا اسلامی بھائی چاہتا ہے کہ لوگ اور ذمے دار ان صرف اسے ہی جانیں پچانیں، اس کی ہی تعریف کریں اور انکی نظر میں اسی کی اہمیت و قوت قائم ہو۔ اس کے ماتحت جو عمد کام کریں انہیں بھی اپنی طرف منسوب کر لیتا ہے۔ اس کے اس منقی رویے سے اس کے ساتھ مدنی کام کرنے والے اسلامی بھائیوں کے حوصلے پست ہو جاتے، بے اعتمادی کا ماحول پیدا، دلوں میں بغض کینہ راہ پاتا، مخالفتوں کا بازار گرم ہوتا اور نظمی کا شکار ہو کر برسوں کی کوشش سے پروان چڑھنے والا مدنی کام دنوں میں بر باد ہو جاتا ہے۔

حرصِ جاہ و مال کی تباہی

صادق و مصدق و ق رسول، مقبول ﷺ کا فرمان صادق شان ہے۔ ”دو بھوکے بھیڑیے جو بکریوں کے کسی رویڑ پر چھوڑے جائیں اس رویڑ میں اتنی تباہی نہیں مچاتے جتنی آدمی کی مرتبے و مال کی حرص اس کا دین تباہ کر دیتی ہے۔“

(المجامع الصغیر للسيوطی علیہ الرحمۃ رقم الحدیث ۹۰۸ ص ۳۸۳ ط۔ دار الکتب العلمیہ بیروت)

ایک حدیث شریف میں ہے ”مال و مرتبے کی محبت دل میں اسی طرح منافقت پیدا کر دیتی ہے جس طرح پانی سبزہ لگاتا۔ (احیاء العلوم ج ۳ ص ۲۹۲، دار الفکر بیروت)

کاش کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے رضا و خوشنودی کا حریص، اخلاص۔ عاجزی اور استقامت کا پیکر بنا کر مرتبے و مال کی حرص و محبت، دنیا کی جھوٹی عزت کی وقعت اور خواہش تعریف و شہرت ہمارے دلوں سے نکال دے کہ ان بری صفتیں میں

ہمارے قلوب کی خرابی اور آخرت کی بر بادی ہے۔ جیسا کہ

شهرت کی ہلاکت خیزی

حضرت سیدنا بشر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، ”جو شخص یہ بات پسند کرتا ہے کہ لوگوں میں مشہور ہو وہ آخرت کی حلاوت نہیں پاسکتا“۔ (احیاء العلوم ج ۳ ص ۲۹۳ ط، دارالفکر بیروت)

اسی طرح شهرت کی اس خواہش بد میں دین ایمان کی تباہی اور جہاں کی ذلت و رسائی کا بھی شدید اندریشہ ہے۔ چنانچہ یہی حضرت بشر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ”میں کس ایسے شخص کو نہیں جانتا جو شهرت چاہتا ہو اور اس کا دین تباہ اور وہ خود ذلیل و رسولانہ ہوا ہو“ (ایضاً ص ۲۹۲)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ان روایات سے پتہ چلا کہ شهرت کے حصول کی خواہش و کوشش سے احتراز ہی میں عافیت ہے کیونکہ اس کے شر سے بچنا بے حد دشوار ہے مگر جس کو اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے۔ اور ہم کمزوروں کے لئے تو گمانی و عدم شهرت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمت ہے۔

گمنامی نعمت ہے

حضرت سیدنا فضیل عیاض علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے پر جوانعامت فرمائے ہیں ان میں بعض کے بارے میں فرمائے گا، کیا میں نے تم پر انعام نہ کیا؟ میں نے تمہیں چھپائے نہ کھا؟ کیا میں نے تمہارا کرپو شید نہ رکھا؟ (ایضاً ص ۲۹۴)

شهرت کے نقصانات اور گمانی کے فضائل کی وجہ سے ہمارے اسلاف علیہم الرحمۃ گمنامی کو شهرت پر ترجیح دیا کرتے اور شهرت و مرتبہ پانے سے خوفزدہ رہتے تھے۔

حضرت سیدنا امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ الوالی احیاء العلوم میں نقل فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت سیدنا حوش علیہ رحمۃ الزرب رو رہے تھے اور فرماتے تھے کہ افسوس! میرا نام جامع مسجد تک پہنچ گیا۔ (احیاء العلوم ص ۲۹۳ ط، دارالفکر بیروت)

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ”دنیا میں صرف ایک دن میری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں وہ اس طرح کہ ایک رات میں نے شام کے کسی گاؤں کی مسجد میں گزاری اور میرے پیٹ میں تکلیف تھی، موذن نے مجھے پاؤں سے کپڑا کر گھسیا اور مسجد سے نکال دیا۔“ (ایضاً ص ۲۹۲)

سبحان اللہ تعالیٰ! اخلاص کے پیکر ہمارے بزرگان دین علیہم رحمۃ انتین کی چب جاہ مرتبہ سے خالی، عاجزی اور انکساری والی کسی مدنی سوچ ہوا کرتی تھی کہ اعلیٰ مراتب پر جائز ہونے کے باوجود لوگوں کی جانب سے قدر ناشاہی پر بھی خوش اور تکلیف و گزندزیرائی ہی نہیں محبوب و پسند ہے۔ اے کاش! نہیں بھی بزرگان دین علیہم رحمۃ انتین کی عاجزی و اخلاص پر مشتمل ایسی مبارک سوچ نصیب ہو جائے کہ اسی میں ہمارے لئے دونوں جہاں کی بھلانی ہے۔

حضرت سیدنا فضیل بن عیاض علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اگر تجھے سے ہو سکے کہ تو مشہور نہ ہو تو ایسا کہ اس میں کچھ حرج نہیں تو مشہور نہ ہو اور اس میں بھی کچھ حرج نہیں کہ تیری تعریف نہ کی جائے اور اس میں حرج کی بات نہیں کہ تو لوگوں کے

نzdیک مذموم (یعنی مذمت کیا جانے والا) ہو جکہ تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک محمود ہو۔

وسوسم: یہاں یہ وسوسم پیدا ہو سکتا ہے کہ ہمارے یہی اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ جو شہرت کی مذمت فرمائے ہیں، ان کی اپنی شہرت کے تواہ طرف ڈنکے نج رہے ہیں۔

علاج و سوسم: امام سیدنا محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی اس وسیع اعلان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ طلب شہرت مذموم ہے اور اگر اللہ تعالیٰ ہبھک اپنے کسی بندے کو دین پھیلانے کے لئے بغیر طلب و تکلیف کے شہرت عطا فرمادے تو یہ مذموم نہیں۔ (ایضاً ۲۹)

پسenger ٹرین کا مسافر

انفرادی شخصیت بنانے والے کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کسی پسenger ٹرین (Passenger train) میں ایک مسافر کی حیثیت سے سوار ہوتا اور سفر اختیار کرتا ہے۔ اگر وہ کسی اشیائی پر سوار جاتا ہے تو ٹرین رکی نہیں رہتی بلکہ آگے بڑھتی چلی جاتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ کوئی مسافر کیسا ہی باصلاحیت کیونہ ہواں کے اتر کر چلے جانے سے ٹرین کے سفر پر کوئی اثر نہیں پڑتا بلکہ ٹرین مسلسل چلتی رہتی ہے۔ اگر کچھ مسافرات تے ہیں تو دوسرے چڑھاتے ہیں۔ کچھ اسی انداز سے ”دعوتِ اسلامی“ (سوئے مدینہ) اپنا سفر جاری رکھے ہوئے ہے۔ اس کی ٹرین سے مشابہت اس بات کا احساس دلاتی ہے کہ کوئی فرد اس کا جزو لاینک نہیں کہ اس کے جانے سے ”دعوتِ اسلامی“ سلامت نہ رہے۔ بلکہ ”دعوتِ اسلامی“ کی گاڑی ان ہاء اللہ ہبھک سلامت روی سے چلتی رہے گی اگر کوئی چلتی گاڑی سے چھلانگ لگاتا ہے تو اپنا نقصان کرتا ہے نہ کہ گاڑی کا۔ لہذا ہر ایک اس حقیقت پر نظر رکھتے ہوئے اپنے آپ کو مدñی کاموں میں مصروف رکھ کر اپنی نجات کا سامان کرتے اور یہ بات بھی اپنے ذہن میں محفوظ کر لے کہ آج جو کام وہ کر رہا ہے اس کے علاوہ کوئی اور بھی کر سکتا ہے۔ لہذا اپنی انفرادی شخصیت بنانے کی دھن کی وجہ سے تقسیم کار کے عمل کو درست طور پر نافذ نہ کرنے والا اپنے رویے میں تبدیلی پیدا کرے اور اس بات کو تسلیم کرے کہ ”دعوتِ اسلامی“، محض اس کی محتاج نہیں بلکہ اس کے جانے کے بعد ایسے کئی اسلامی بھائی ہیں جو اس کا نعم البدل بن کر اس سے بہتر کار کر دگی پیش کر سکتے ہیں۔ حکم جاہ کے شکار ایسے اسلامی بھائی کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے ڈرے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے کہ اس رب بے نیاز ہبھک کو اس بات کی پرواہ ہی کب ہے کہ کوئی خاص شخص اس کے دین کا کام کرے۔ وہ پروردگار غنی و مدد ہبھک اپنے بندوں میں سے جس چاہتا ہے اپنے دین کی خدمت لے لیتا ہے۔ وہ اسلامی بھائی اس بات کا بھی خوف رکھے کہ اگر اس کی حب جاہ اور مرتبے کی خواہش کی وجہ سے کوئی دینی نقصان ہو گیا تو اس مُثقِّم حقیقی ہبھک کی پکڑ بڑی شدید ہے۔

قرآن پاک تشبیہ فرماتا ہے۔ **أَنْبَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ**

ترجمہ کنز الایمان: ”بیشک تیرے رب کی گرفت بہت سخت ہے۔“ (سورہ البروج پ ۳۰ آیت: ۱۲)

لہذا آخرت کی عزت و سر بلندی کی خاطر دنیا میں برتری کی خواہش ترک کر کے تکبر و بڑائی اور دینی نظام میں فاد سے بچے اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پیش نظر رکھے۔ **تِلْكَ الدَّارُ الْخَرَّةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عَلَوْا فِي الْأَرْضِ**

اس لئے ہر اسلامی بھائی عاجزی اختیار کرے اور اپنی "عوتوں اسلامی" کا مخلاص مبلغ بن کر اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرے اور اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ تقسیم کار کے ذریعے ماتحت اسلامی بھائیوں کو آگے لاتے ہوئے مدنی کام میں اضافے اور بہتری کا سبب بنے۔

اخلاق کی پہچان کا ایک طریقہ

کسی کام میں مخلاص ہونے کی مثال ہمارے علماء کرام یوں دیتے ہیں کہ ایک شخص کس کنوں میں گرے ہوئے آدمی کو نکالنے کی کوشش کر رہا ہوا اور اس کو مقصود اس کی جان بچانا ہو۔ اتنے میں ایک شخص آئے اور کسی ترکیب سے اس آدمی کو کنوں سے نکال کر اس کی جان بچا لے۔ اب پہلا شخص اگر اس پر دل میں خوشی محسوس کرے تو سمجھ لے کہ وہ اس کنوں میں گرے ہوئے کی جان بچانے میں مخلاص تھا کیونکہ یہ مقصود تھا صل ہو گیا خواہ کسی دوسرے کے ذریعے سہی اور اگر اس کا دل اس پر ناخوش ہو کر دوسرے نے کیوں نکالا مجھے نکالنا تھا تو وہ سمجھ لے کہ وہ اس گرے ہوئے کی جان بچانے میں مخلاص نہ تھا بلکہ اپنے نمبر بنا نے اور اپنی واہ واہ کروانے کا خواہش مند تھا۔ لہذا ہر مبلغ مخلصانہ کردار ادا کرے اور یہ ذہن بنا نے کہ اس کا مقصود کفر و ضلالت اور جہالت و معصیت کے کنوں میں گرے ہوئے بے شمار لوگوں کو ان کنوں سے نکالنا اور انہیں ایمان و صالحیت کے منبروں پر بٹھا کر قبر و جہنم کی آگ سے بچانا ہے۔ اب یہ مقصد خواہ اس کی اپنی ذات کی وجہ سے حاصل ہو یا تقسیم کا رکی برکت سے کسی اور مبلغ کے ذریعے، بہر صورت اس مدنی مقصد کے حصول پر نظر ہو اپنی واہ واہ اور نمبروں بنا نے کی خواہش ہرگز نہ ہو۔ اس بات کو مزید اس مثال سے سمجھا جاسکتا ہے کہ ایک مبلغ کو بین الاقوامی ستون بھرے اجتماع میں بیان کرنے کا موقع دیا گیا۔ اس کو آنے میں تاخیر ہو گئی لہذا نگران مجلس نے دوسرے مبلغ سے بیان کروالیا۔ پہلا مبلغ غور کرے کہ اس کو خوشی ہو رہی ہے یا غم۔ خوشی کی حالت اخلاق محسوس اور غم کی کیفیت اپنی واہ واہ نمبر بنا نے کی خواہش پر دال ہے۔ اسی طرح مت پوری ہونے پر یا کسی بھی سبب سے ایک کی جگہ دوسرے اسلامی بھائی کو نگرانی یا ذمہ داری دے دی جائے تو اب وہ اپنی قلبی کیفیت پر غور کرے اگر دل حسد اور بغض و تکبیر کا شکار ہے تو جان لے کہ اخلاق نہ تھا یہی مثال کتاب لکھنے والے کی ہے اگر اس کے نام کے بجائے لکھی گئی کتاب پر دوسرے کا نام شائع ہو جائے اور وہ غم محسوس کرے تو سمجھ جائے کہ کتاب لکھنے میں اخلاق نہ تھا۔ یاد رہے ذمہ داری پھولوں کی سیچ نہیں بلکہ خاردار رہے۔ دنیا میں حقوق کی ادائیگی اور آخرت میں پرش انتہائی نازک معاملہ ہے۔

نگران کے لئے دس فکرانگیز فرامین مصطفیٰ علیہ السلام

(۱) تم سب نگران ہوا اور تم میں سے ہر ایک سے اس کے ماتحت افراد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ (مجموع الزوابد ج ۵ ص ۲۰۸ دار الفکر یروت)

(۲) جو نگران اپنے ماتحتوں سے نجات کرے وہ جہنم میں جائے گا۔ (مند امام احمد بن

(۳) جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے کسی زعایا کا گمراں بنایا پھر اُس نے ان کی خیرخواہی کا خیال نہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اُس پر جنت کو حرام گا۔ (صحیح بخاری، ج ۲، ص ۱۰۵۸، کراچی)

(۴) انصاف کرنے والے قاضی پر قیامت کے دن ایک ساعت ایسی آئے گی کہ وہ تمنا کرے گا کہ کاش! وہ آدمیوں کے درمیان ایک کھجور کے بارے میں بھی فیصلہ نہ کرتا۔ (مجموع الزدائد، ج ۳، ص ۹۲، دار الفکر بیروت)

(۵) جو شخص دس آدمیوں پر بھی گمراں ہو قیامت کے دن اسے اس طرح لایا جائے گا کہ اس کا ہاتھ اس کی گردان سے بندھا ہوا ہوگا۔ اب یا تو اس کا عدل اسے چھڑائے گا یا اس کا ظلم اسے عذاب میں جتنا کرے گا۔ (اسنن الکبری للرحمۃ، ج ۳، ص ۱۲۹، دار الکتب العلمیہ بیروت)

(۶) (دعائے مصطفی ﷺ) اے اللہ! جو شخص اس امت کے کسی معااملے کا گمراں ہے پس وہ ان سے نرمی برتے تو تو بھی اس سے نرمی فرم اور ان پر بختنی کرے تو تو بھی اس پر بختنی فرم۔ (کنز العمال ج ۲ ص ۸۰)

(۷) اللہ تعالیٰ جس کو مسلمانوں کے امور میں سے کسی معااملے کا گمراں بنائے پس اگر وہ ان کی حاجتوں، مفلسی اور فقر کے سامنے رکاوٹ کھڑی کرے گا۔ (الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۷۷)

(آہ! آہ! آہ! جو ماتخوں کی حاجتوں کو وارادہ پورا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس حاجتیں پوری نہیں کرے گا۔)

(۸) جو شخص رحم نہیں کرتا، اُس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔

(مشکوٰۃ المصائب باب الشفاعة والرحمۃ علی الاحق ج ۳، ص ۲۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

(۹) بے شک تم عنقریب حکمرانی کی خواہش کرو گے لیکن قیامت کے دن وہ پیشمانی کا باعث ہوگی۔ اللہ کی قسم! میں اس امر (یعنی حکمرانی) پر کسی ایسے شخص کو مقرر نہیں کرتا جو اس کا سوال کرے یا اس کی حرص رکھتا ہو۔ (صحیح بخاری ج ۱۰۵۸۲)

(جو وزارت، عہدہ اور گمراں وغیرہ کیلئے بھاگ دوڑ کرتا اور عہدہ سے معزولی کی صورت میں فساد کرتا ہے اس کیلئے عبرت ہی عبرت ہے۔)

(۱۰) انصاف کرنے والے نور کے منبروں پر ہوں گے یہ لوگ ہیں جو اپنے فیضوں، گھروں اور جن کے گمراں بننے ہیں ان کے بارے میں عذل سے کام لیتے ہیں۔ (شنون نساء ج ۲ ص ۳۰۲)

کامیاب مبلغ

یقیناً وہ مبلغ کامیاب ہے جو اونٹ کی سی اطاعت و سادگی، زمین جیسی وسعت و عاجزی، پہاڑ کی طرح استقامت و ثابت قدیمی اور آسمان کی رفتہ کی مثل بلند نظری رکھتے ہوئے اپنے لئے ہر ممکن طریقے سے کیش رہما یہ آخرت جمع کرنے کی فکر میں رہتا ہے۔ اس کی یہی مدنی سوچ رہتی ہے کہ اس کے نامہ اعمال میں نیکیاں درج کرنے میں اس کی ذات اکیلی نہ رہے بلکہ کیش اسلامی بھائی اس کے نامہ اعمال میں نیکیوں کے اندر ارج کا باعث بنتیں۔ اس کے لئے اس کے پاس بہترین ذریعہ اس کے نعم البدل ہیں جن کی تیاری کے لئے وہ اپنے ماتحت اسلامی بھائیوں میں مدنی کاموں کی تقسیم کاری کے

ساتھ ساتھ ان کی ایسی تربیت بھی کرتا رہتا ہے کہ وہ نہ صرف ان ذمے دار یوں کے قابل ہو جائیں بلکہ مزید ذمے دار یوں کی صلاحیت بھی حاصل کر لیں۔ اس طرح وہ اپنے لئے ثواب جاریہ کے ایک ناختم ہونے والے سلسلے کی پناہ ادا چلاتا ہے۔ اے کاش کہ ہمارا ہر مبلغ یہ عقینہ نہ سوچ اپنالے اور اپنا فعم البدل تیار کرنے کی کوشش میں لگ کر مدنی کام میں ترقی کا باعث بن کر اپنا بھلا کرے۔

دیمک نہیں شہد کی مکی جیسا بنیں

بعض نادان لوگ منصب پر اس انداز سے چپک جاتے ہیں لکڑی سے دیمک چکتی ہے اور خود نہیں ہوتی بلکہ اس قدر نقصان پہنچاتی ہے کہ وہ لکڑی جلانے کے قابل کر چھوڑتی ہے۔ یہاں وہ منصب دار دین کے کثیر نقصان کا باعث بن کر گویا اپنے لئے جہنم کی آگ کا سامان کر گزرتا۔ ہمیں اسلامی بھائیوں کی وہ قسم درکار ہے جو دیمک کی طرح کسی منصب سے چپکنے والی نہ ہو بلکہ شہد کی مکھی کی طرح ہو جو اپنے مشن پر روانہ ہوتی،۔ ہدف پر پہنچتی، اسے حاصل کرتی اور چھتے تک پہنچا دیتی ہے۔ یہ مکھی پھولوں پر چپک کر نہیں بیٹھ جاتی بلکہ ان سے مطلوبہ رس حاصل کر کے لوٹ آتی اور چھتے تک پہنچا دیتی۔ شہد کی مکھی کی یہ یا مقصد مصروفیت ہمارے لئے بہترین مثال ہے کہ ہم بھی ذمے دار یوں اور عہدوں کے ہو کر نہ رہ جائیں بلکہ مطلوبہ مدنی فوائد حاصل کر کے اپنے عہدوں کا اختیار مدنی مرکز کے حوالے کر دیں اور ان ذمے دار یوں پر دیگر اہل اسلامی بھائیوں کو مقرر ہونے دیں بلکہ کسی حکمت کے پیش نظر مرکز خود اگر ہمیں کس عہدے سے عیحدہ ہونے کا اشارہ دے تو کوئی بدگمانی پالے بغیر، بلا چون وچرا حکم کی تعمیل کر کے پھر سے ایک عام اسلامی بھائی کے طور پر مدنی کام میں شریک ہو جائیں۔

فراستِ امیر اہلسنت دامت برکاتِ تم العالیٰ کا کیا کہنا!

الحمد للہ علیک ہمارے میٹھے میٹھے شیخ طریقت امیر اہلسنت مجددین ولت، عاشق اعلیٰ حضرت، بانی دعوت اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتِ تم العالیٰ نے مدنی کام اپنے گرد رکھنے کے بجائے تقسیم فرمایا۔ ابتداء ہفتہ واری اجتماع میں خود بیان فرماتے مگر آج نے ہزاروں مبلغین تیار کر کے ”دعوت اسلامی“ کو عطا فرمادیجئے جو ہزاروں مقامات پر بیان فرماتے ہیں۔ نیز ”دعوت اسلامی“ کے روشن مستقبل کے پیش کے پیش نظر ایسی ہی بصیرت افروز، عاقبت خیز اور دوراندیش سوچ کے تحت مجالس و کابینات کے قیام کا یہ پر حکمت و خوش انجام نظام بدوسام نافذ اکروایا مرکزی مجلس شوریٰ قائم کر کے دعوت اسلامی کے تمام امور اس سے تفویض کر دیئے اس طرح مرکزی مجلس شوریٰ کو بالخصوص اور تمام دعوت اسلامی والوں کو بالعم یہ مدنی ذہن عطار فرمیا ہے کہ مجالس کے ذریعے مدنی کام تقسیم کر کے فعم البدل تیار کریں اور مشاورتی نظام کے ذریعے اسلامی بھائیوں کی عمدہ آراء اور قابل قدر مشورے حاصل کر کے مدنی کام مزید آگے بڑھائیں۔ اس نظام کی مزید پائیدائی بہتر سے بہتر کارکردگی اور خود رائی و اجارہ داری کے مکمل خاتمے کیلئے ہر ایک نگران، مجلس، کابینہ اور مشاورت کی مدت بھی مقرر کر دی گئی ہے تاکہ کوئی نگران ذمہ دار خود کو اس عہدے کو جزو لا ینفک ”سمجھ کر خود غرضی ومن مرضی کرتا ہو اجتماعی مفادات کو خیس نہ پہنچا بیٹھے اور مخلص و اہل اسلامی بھائیوں

کا اتحصال کر کے انہیں خدمتِ اسلام سے محروم نہ کر سکے۔

تقسیم کارونعمر البدل کی تیاری کے سلسلے میں کچھ مدنی پہلوں پیش خدمت ہیں ۔

اگر ہم نے یہ مدنی پہلوں اپنے دلوں کے مدنی گلدوں میں سجائے تو ان ہاؤاللہ عزیز یہ معاملہ ہمارے لئے بہت سہل و آسان ہو جائیگا۔

۱۔ اپنا یہ پختہ ذہن بنائجئے اور اپنے دل کے گوشے گوشے میں بات سوچجئے کہ ”دعوتِ اسلامی میری ہے“، اس کا فائدہ میرا فائدہ اور اس کا نقصان میرا نقصان ہے۔

۲۔ یہ بات بھی ذہن میں بٹھائیں کہ جو کام میں کر رہا ہوں وہ میری جگہ نہ صرف کوئی اور کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے کسی کا حتاج نہیں وہ جس سے چاہے اپنے دین کام لے لے۔ ہاں، یہ اس کا کرم ہے کہ دعوتِ اسلامی کے ذریعے وہ مجھے اسلام خدمت کا شرف عطا فرم رہا ہے۔

۳۔ مدنی کام میں کسی ممکنہ قحط مثلاً آپ کی مدینے شریف حاضری، گھر یا مجبوری، آفت ناگہانی یا دنیا ہی سے رخصتی وغیرہ کے پیش نظر دعوتِ اسلامی کے مدنی کام کو متاثر ہونے سے بچانے کے لئے نعم البدل کے طور پر ایسے اسلامی بھائی تیار رکھیے فوراً آپ کی ذمہ داری سنچال سکیں۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اپنا نائب مقرر فرمایا چنانچہ قرآن پاک میں ہے، (وقال مُوسَى لَا حِيَةٌ هَارُونَ الْخَلْفُنِ لِيٰ قَوْمَهِ وَأَصْلَحَ، لَوْلَا تَبَعَّ مَسِيلَ الْمُفْسِدِينَ) ۵ ترجمہ کنز الایمان: ”موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا، میری قوم پر میرے نائب رہنا اور اصلاح کرنا اور فساد یوکی راہ کو دخل نہ دینا۔“ (سورۃ الاعراف پ ۹ آیت ۱۳۲)

۴۔ حتی الامکان ہر اہم کام اپنے نگران اور ماتحت اسلامی بھائیوں کو اعتماد میں لے کر ان کے مشورے سے کریں۔ میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہم نے ایسا ذہن بنایا تو اس کی برکت سے جہاں ہمارا ماتحت اسلامی بھائیوں سے عدم تو جہی اور حوصلہ شکنی پر مبنی منفی رویہ ثابت رویہ میں بدل جائیگا وہاں کسی اسلامی بھائی کے اوپر آنے کی وجہ سے اپنی شخصیت کی اہمیت محروم ہونیکا خوف بھی ختم ہو جائیگا بلکہ ہم خود اچھے سمجھے ہوئے، مدنی قافلوں میں سفر اور مدنی انعامات پر عمل کرنے والے، نیک سیرت اور تقویٰ و پرہیز گاری والے باصلاحیت اسلامی بھائی آگے لائیں گے، انہیں مدنی کام کا موقع دیں گے اور ان کی حوصلہ افزائی کریں کہ اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہو کا کہ ہماری دعوتِ اسلامی عروج کی بلندیوں پر اڑنے لگے گی اور ہم ثواب جاریہ کا عظیم ذخیرہ پائیں گے نیز اس صورت میں نہ صرف ہمارے لئے مزید مدنی کام کرنے اور آگے بڑھنے کی راہیں کشادہ، ہمورا ہو گئی بلکہ مدنی کام آگے بڑھانا بھی آسان ہو جائیگا کیونکہ ہمارے پاس ہر وقت نعم البدل کی ایک فوج تیار ہو گی اور ویسے بھی تجربہ ہے کہ نئے آنے والے نئے جذبے اور ولوں سے کام کرتے ہیں۔ اور بعض تو ایسے نادر کام کر گزرتے ہیں کہ عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں۔ لہذا ماتحت اسلامی بھائیوں کی تربیت و تیاری بہت ضروری ہے۔ وہ اسلامی

بھائی جن پر دعوتِ اسلامی کے اہم کاموں کی ذمہ داریاں ہیں انہیں خصوصی طور پر اس طرف توجہ دینی چاہیے کیونکہ ان کے ذمے مدنی مشورے، بیانات اور ان کی تیاری، مکتوبات و دیکھنے اور ان کے قابل اطمینان جوابات دینے، سائل کا براہ راست حل پیش کرنے اور دیگر بشری و معاشرتی تقاضوں وغیرہ کے ڈھیروں معاملات ہوتے ہیں۔ اگر وہ یہ خیال کریں کہ یہ سارے کام وہ اکیلے بخوبی کر لیں گے تو شاید اس کو خوش فہمی ہی کا نام دیا جاسکتے کیونکہ ظاہر ایسا انتہائی مشکل امر ہے تو ایسے ذمے داروں کو خوش فہمی کے دائرے سے باہر نکل کر کام تقسیم کرنے ہو گئے اور اپنے بعد بھی یہ سارے کام جاری و ساری رکھنے کے لئے اپنے نعم البدل بنانے ہو گے۔

مدنی مشورہ تقسیم کار اور نعم البدل کی خوبصورت تدبیر

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے کام باہم مشورے سے سرانجام دینے کی ترغیب ارشاد فرماتے ہوئے مسلمانوں کے مشورے سے کام کرنے کا پسندیدگی کے طور پر ذکر فرمایا اور جس سورۃ میں ان کے مشورے کا فعل مذکور ہوا ہے اس کا نام سورۃ الشوریٰ رکھا گیا چنانچہ (پارہ ۲۵ سورۃ الشوریٰ کی آیت نمبر ۳۸ میں) ارشاد فرمایا گیا (وَأَمْرُهُمْ هُوَرِيٰ بِئْنَهُمْ) ترجمہ کنز الایمان: ”اور ان کا کام ان کے آپس کے مشورے سے ہے۔ (پ ۲۵ سورۃ الشوریٰ آیت نمبر ۳۸)

مشورہ کرنے کی اہمیت اس بات بھی واضح ہونی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم روف و رحیم ﷺ سے ارشاد فرمایا (وَهَا وِهِمْ فِي الْأَمْرِ) ترجمہ کنز الایمان: ”اور کاموں میں ان سے مشورہ لو۔“ (پ ۲ سورۃآل عمران آیت نمبر ۱۵۹) اس آیت کی تفسیر میں خزانہ العرفان میں ہے کہ اس میں ان کی دلداری بھی ہے اور عزت افزائی اور یہ فائدہ بھی مشورہ سنت ہو جائے گا اور آئندہ امت اس سے نفع اٹھاتی رہے گی۔ حضرت سیدنا حسن بصری اور حضاک رحمہما اللہ تعالیٰ سے مردی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اپنے اصحاب سے مشورہ کرنے کا حکم اس وجہ سے نہیں دیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے جبیب ﷺ کو ان کے مشورہ کی حاجت ہے بلکہ اس لئے کہ انہیں مشورے کی فضیلت کا علم دے اور آپ کے بعد آپ کی امت مشورہ کرنے میں آپ کی اقتداء اور اتباع کرے۔ (تفسیر قرطبی الجزء الرابع ص ۱۹۲ ادارہ الفکر بیروت) علامہ آلوی علیہ الرحمۃ نے امام ابن عدی اور امام تیہقی علیہما الرحمۃ کے حوالے سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آقا ﷺ مشورے سے مستغفی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے مشورے کو میری امت کے لئے رحمت بنا دیا ہے۔ (روح المعانی ج ۲ ص ۱۰۸ اط، دار حیاء التراث العربي بیروت)

مشورے کے فوائد:

حضرت ابن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی کام کا ارادہ کرے اور اس میں کسی مسلمان شخص سے مشورہ کرے اللہ تعالیٰ اسے درست کام کی ہدایت دے دیتا ہے۔ (المجامع احکام القرآن الجزء الرابع ص ۱۹۳ اط، دار الفکر بیروت)

نبی پاک ﷺ کی وفاتِ ظاہری کے بعد قبیله بنو ثقیف (جو آخرالاسلام قبل سے تھا) نے ارمادا کا ارادہ کیا اور حضرت عثمان بن ابی العاص ﷺ سے مشورہ کیا جو ان میں لا تُق اطاعت، سمجھ دار شخصیت تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ”عرب والوں میں

سب سے آخر میں اسلامی قبول کے کے سب سے پہلے مُرتد ہونے والے نہ بنو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس مشورے سے انہیں لفظ دیا (اور وہ اسلام پر ثابت قدم رہے)۔ (**العقد الفرید** ج ۲۶۴ ط، دارالاحیاء للتراث العربي)

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ آقائے مدینہ نے ارشاد فرمایا جس نے نے استخارہ کیا وہ نامرا نہیں ہوگا اور جس نے مشورہ کیا وہ نادم نہیں ہوگا اور جس نے میانہ روئی کی وہ کنگال نہیں ہوگا۔ (**معجم الاوسط للطبراني** ج ۵ ص ۷ رقم الحدیث ۲۶۲ دار الفکر بیروت)

مشورہ کرنے والا درستی پاتا ہے

کہا جاتا ہے کہ جسے چار چیزیں دی گئیں اس سے چار چیزیں روکی جاتیں۔ (۱) جسے شکر کرنے کی توفیق ملی اس سے مزید عطا منع نہیں کی جاتی۔ (۲) جسے توبہ کی توفیق دی گئی اس سے قولیت نہیں روکی جاتی۔ (۳) جس نے استخارہ کیا اس سے خیر نہیں روکی جاتی۔ (۴) جس نے مشورہ کیا اس سے صواب و درستی نہیں روکی جاتی۔ (**المستطرف** ج ۳ ص ۲۳۸ ط، دار السادر بیروت)

خود رائی، عقل کی دشمن

کس دانا سے پوچھا گیا کوئی چیز عقل کی زیادہ مُوپد اور کوئی زیادہ مُضر ہے۔ کہا، عقل کے لئے زیادہ مفید تین چیزیں ہیں۔ (۱) علماء کرام سے مشورہ کرنا، (۲) امور کا تجربہ ہونا، (۳) کام میں شہر اور سلیمان ہونا۔ اور زیادہ مضر بھی تین چیزیں ہیں۔ (۱) خود رائی (۲) تجربہ کاری (۳) جلد بازی۔ (**العقد الفرید** اص ۲۶۴ ط، دارالاحیاء للتراث العربي)

پسند کا معاملہ

ہمارے آقا علی حضرت، مجدد دین و ملت، امام الہلسنت الشاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں، ”امت کے لیے فائدہ مشورہ یہ ہے کہ تلاحق آنکار و آنکار (یعنی نظریات کے باہم ملنے) سے بارہا وہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ صاحب رائے کی نظر میں نہ تھی۔“ (**فتاویٰ رضویہ** ج ۱۸ ص ۳۹۱ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیوں! دینی و دنیاوی امور میں مشورے کی بڑی اہمیت و ضرورت اور لفظ اندوzi و برکت ہے۔ ایک شخص کی رائے اس کچے دھاگے کی مثل ہے جس سے کوئی وزنی چیز نہیں اٹھائی جاسکتی مگر جب مشورے کے ذریعے چند آراء مل گئیں تو اس مضبوط ری کی طرح ہو گئیں جس سے بھاری چیزیں بھی باندھ کر اٹھائی جاسکتی ہیں۔ چنانچہ شخص واحد کی رائے کے مقابلے میں مشورے کے ذریعے انتخاب کردہ رائے درستی و صواب تک پہنچنے میں زیادہ کارگر درستی ہے۔ اور اگر بالفرض وہ (منتخب رائے) مقصود و مطلوب تک نہ بھی پہنچائے اور نتیجے میں درستی نہ بھی حاصل ہو تو بھی مشورہ کرنے والا شرمندگی و ندانہ اور طعنہ زنی و ملامت سے محفوظ و مامون رہتا ہے کیونکہ معاملہ سب کی رائے سے طے پایا تھا۔ یہاں ایک اعرابی کا قول بہت درست واقع ہوتا ہے کہ کوئی مددگار مشورے سے بڑی کرقوی نہیں کیونکہ مشورے کے بعد کوئی کام سرانجام دینے سے ناکامی و نقصان کی صورت میں مشورہ دینے والے مدد و معاون ہو کر نقصان پورا کرنے میں ساعی ہوتے ہیں و گز نہ بغیر مشورے کے کسی کام کی انجام دہی سے ناکامی کی صورت میں بے یاری و مددگاری خجلت

و شرمندگی اور جگہ بسائی کا سامنا ہو سکتا ہے۔

نیک بخت کون؟

حضرت ہل بن سعد الساعديؑ نے آقائے کائناتؑ سے روایت کیا ہے کہ جو بندہ مشورہ لے وہ کبھی بد بخت نہیں ہوتا اور جو بندہ خود رائے اور دوسروں کے مشوروں سے مستغنى (یعنی بے پرواہ) ہو وہ کبھی نیک بخت نہیں ہوتا۔ (الجامع لاحکام القرآن الجزء الرابع ۱۹۲ دارالكتب العلمية بیروت)

فَتَقَ الْأُمُورُ مِنَّا أَوْ مُشَارِرًا
إِنَّ اللَّبِيبَ إِذَا تَفَرَّقَ أَمْرُهُ
وَأَخُو الْجَهَالَةِ يَسْتَبِدُ بِرَأْيِهِ
فَتَرَاهُ يَعْتَسِفُ الْأُمُورَ مَخَاطِرًا

(۱) عقل مند کا معاملہ جب متفرق ہو (کراچی) جاتا ہے تو وہ غوکر اور مشورہ کرتے ہوئے اس کی جہتوں کو یقیناً واضح کر لیتا ہے۔

(۲) اور جاہل و ناجربا کا رائے کو ترجیح دیتا ہے کہ وہ خطرے میں پڑتے ہوئے اپنے کام بغیر سوچ کر گزرتا ہے۔

خود رائی کا نقصان

کہا جاتا ہے، ”جس نے اپنی رائے کو بڑا جانا بہک گیا۔“ (الجامع لاحکام القرآن الجزء الرابع ۱۹۲)

حضرت سید ناصر علی المرتضیؑ فرماتے ہیں، ”جس نے اپنی رائے کو کافی جانا و خطرے میں پڑ گیا،“ (المستظر فوج ۲۳۵ دار الصادر بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس سے خود ائے (یعنی اپنی رائے کو بڑا جانے والا) عبرت حاصل کرے اور عاجزی اختیار کرتے ہوئے مشورے کو تیرہ ہنائے کہ یہی ہمارے آقاؑ کا مبارک خلق اور پاکیزہ سنت ہے۔

مشورہ کرناسنت ہے

ہمارے مدنی آقاؑ باوجود یک مشورے سے مستغنى تھے صحابہؓ کرام علیہم الرضوان سے مشورہ کر کے اس کی حوصلہ افزائی فرماتے اور ان کے مناسب مشورے بخوبی قبول فرمائیتے جس کی روشن مثالیں غزوہ احزاب (غزوہ خندق) میں حضرت سلمان فارسیؓ کی رائے پر خندکھود کر او غزوہ احمد میں میدان میں جنگ کرن وغیرہ ہیں۔

مدنی آقاؑ کی عاجزی واکساری کی خوبیوں سے مہکتا اور مشورے کی برکتیں لٹاتا ایک واقعہ ملاحظہ ہو جو غزوہ بد ر کے موقع پر پیش آیا۔ چنانچہ

جنگی تدبیر اور مشورہ

غزوہ بد ر میں مدنی آقاؑ نے وادی بد ر کے پہلے کنوں پر پہنچ کر وہاں قیام فرمایا تو حضرت خباب بن منذرؓ نے استفسار کیا، یا رسول اللہ! یہاں قیام کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا ہے اور ہم اس سے آگے یا پیچے نہیں جاسکتے یا محض جنگی چال اور حریق فکر نظر سے اس مقام کا انتخاب فرمایا؟ آقائے مدینہؑ نے ارشاد فرمایا، یہ

مغض جنگی تدبیر کے لحاظ سے میری رائے ہے۔ حضرت خبابؓ عرض گزار ہوئے، یا رسول اللہ! پھر (میرے خیال میں) یہ جگہ قیام کے لئے بہتر نہیں، بلکہ مناسب خیال فرمائیں تو آگے تشریف لے چلے کہ تمام کنویں ہمارے پیچھے رہ جائیں اور ایک کنویں کے سواتمام کنویں پاٹ دیجئے۔ اور اس ایک کنویں پر حوض بنا کر (پانی جمع کر لیجئے)۔ پھر ہم جہاد کریں گے اور پانی پیش گے جبکہ دشمن نہ پی سکیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ فرمادے۔ پیارے آقاؑ نے حضرت خبابؓ کی رائے بہت پسند فرمائی اور اسی پر عمل فرمایا۔ (دلائل النبوة للبيهقي علیہ الرحمۃ ج ۳ ص ۲۵)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمارے پیارے آقاؑ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مشوروں اور آراء کی خوب قدر افزائی فرماتے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی آقاؑ مدینہؓ کی اس قدر و شفقت، نرمی و رحمت اور مناسب مشورہ قبول فرمانے والی مبارک خصلت کی ڈھارس سے دل کھول کر اپنی رائے کا اظہار کر لیا کرتے چنانچہ حضرت سیدنا خبابؓ نے بھی اپنے آقاؑ کے اس خلق حسن کی برکتیں لوئتے ہوئے اپنی رائے بارگاہ رسالتؓ میں پیش کر دی جسے سرکار دو عالمؓ نے قبول فرمائی اپنے غلام حضرت خبابؓ کو اتنا بڑا اعزاز اعطایا کہ اپنی انتخاب فرمودہ جگہ ترک کر کے ان کی رائے پر عمل فرمایا۔ (دلائل النبوة للبيهقي علیہ الرحمۃ ج ۳ ص ۲۵)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمارے آقاؑ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مشوروں اور آراء کی خوب قدر افزائی فرماتے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی آقاؑ مدینہؓ کی اس قدر وانی و شفقت، نرمی و رحمت اور مناسب مشورہ قبول فرمانے والی مبارک خصلت کی ڈھارس دل کھول کر اپنی رائے کا اظہار کر لیا کرتے چنانچہ حضرت سیدنا خبابؓ نے بھی اپنے آقاؑ کے اس خلق حسن کی برکتیں لوئتے ہوئے اپنی رائے بارگاہ رسالتؓ میں پیش کر دی جسے سرکار دو عالمؓ نے قبول فرمائی اپنے غلام حضرت خبابؓ کو اتنا بڑا اعزاز اعطایا کہ اپنی انتخاب فرمودہ جگہ ترک کر کے ان کی رائے پر عمل فرمایا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمارے معزز مکرم اسلاف کرام علیہم الرحمۃ والرضوان بھی اپنی تمام تر صواب اندیشی و عدم فکری کے باوجود رسول کریم روف و رحیمؓ کی اتباع میں اپنے ماتحت اصحاب سے مشورہ فرمایا کرتے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ کے مشورے

حضرت قاسم علیہ الرحمۃ کی روایت میں ہے کہ جب حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ کو کوئی ایسا امر در پیش ہوتا جس میں اہل فقہ و رائے کو مشورے کی ضرورت ہوتی تو آپ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبد الرحمن بن عوف، حضرت معاذ بن جبل ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت اور مہاجرین و انصار کے چند اور حضرت علیہم الرضوان کو بلاتے (اور ان سے مشورہ فرماتے)۔

سیدنا فاروق اعظمؓ کے مشورے

امام زہری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کی مبارک مجلس جوان و عمر سیدہ علماء سے بھری ہوتی تھی

بس اوقات ان سے مشورہ کرتے تو فرماتے ”تم میں سے کسی کو اس کی عمری مشورہ دینے سے نہ رو کے کیونکہ علم کا مدار کم یا زیادہ عمر پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے علم سے نواز دیتا ہے۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۳۶۳ ط، دارالكتب العلمية بیروت)

خلیفہ کا چنائوبھی مشاورت سے

امام و خلیفہ کا تقریب کس قدر اہم مسئلہ تھا مگر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے بھی شوریٰ کی صواب دیدی پر چھوڑ دیا۔ (تاریخ ائمہ امام ۱۳۵ نور محمد صالح الطالع کراچی)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا عمر فاروق عظیم رضی اللہ عنہ وہ صائب الرائے شخصیت ہیں کہ جن کی رائے کی موافقت میں قرآن پاک کی کم و بیش ۲۰ آیات کریمہ نازل ہوئیں۔ (تاریخ ائمہ امام ۱۲۲ ط، میر محمد کتب خانہ کراچی) مگر آپ رضی اللہ عنہ کی شان تو اوضاع کا یہ عالم ہے کہ پھر بھی اپنے اصحاب سے مشورے طالب فرمایا کرتے اور اس کی ترغیب ارشاد فرمایا کرتے اور یہی طریقہ طبع دے کے والیاں خلافت و خیارات مت کارہا۔

مشورے کی سنت اپنائی:

مگر افسوس ایک ہم ہیں کہ کوئی منصب یا ذمہ داری مل جاتی ہے تو کسی ماتحت سے مشورہ کرنا تو کجا اگر کوہ ماتحت از خود ہمیں مشورہ دینے کی جسارت کر بیٹھے تو اس کو بد تہذیب، بے ادب، گستاخ اور زبان دراز جانتے اور اپنے عہدے کے غرور اور بد خلق و حوصلہ شکن روئے کے فتور سے اس کے دل شیشہ چکنا چور کر ڈالتے ہیں۔ کاش ہم عاجزی اپنا کر اپنے آقائے خوش خصال، صاحب شیریں مقالہ کی مشورہ کرنے والی سنت پر بھی عمل پیرا ہوں اور وسعت قلبی سے اپنے ماتحت اسلامی بھائیوں کی رائے لینے کا خلق اپنا کئیں اور ان کی مناسب رائے قبول بھی کریں۔

کسی کی رائے حقیر نہ جانئے

اردو شیر بن باہک کا قول ہے ”حقیر آدمی کی طرف سے دی گئی درست رائے کو حقیر نہ جان کیونکہ ”موتی“ اس کے نکالے والے غوط خور کی خمارت کی وجہ سے کم قیمت نہیں جانا جاتا۔ (المستظر فوج ۳ ص ۲۳۲ ط، دار صادر بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہم بھی مدنی مشوروں کے یہ قیمتی موتی چنان شروع کریں گے تو ان ہاء اللہ علیکم السلام بحث والفت، لحاظ و مرتوت، مہارت و صلاحیت، خیرخواہی و حمایت، تقسیم کارکی وسعت، دوامی اجتماعیت اور رفعت و شوکت کی چمک دمک سے جگہ گاتی ایسی پر نور لڑی تیار ہوگی جو غزوہ ”دعوت اسلامی“ کے سر عروج پر مرین تا ج غورت سے معلق ہوئے میں خوب بچے بچے گی۔

امیر اہلسنت دامت بر کا تم العالیہ کی کیا بات ہے!

محبی سنت، شیخ طریقت، امیر اہلسنت دامت بر کا تم العالیہ نے مشورے کا فیضان عام اور خود رائی کا انداز تمام کرتے ہوئے نہ صرف خود عملی طور پر مشورے کی سنت کو زندہ کیا اور شفقت و نرمی، حوصلہ افزائی، یکساں تو جبی اور احترام مسلم سے بھر پور مدنی مشاروت کا ایسا پیار اور لکش انداز پیش کیا جو طنز و حوصلہ شکنی، تفحیک و تجھیل اور درشت روی و عدم تو جبی سے

یکسر پاک پے بلکہ مرکزی مجلس شوریٰ کو اسے سلسلے میں واضح احکامات عطا فرمائے (ذیلی حلقة سے لیکر مجلس شوریٰ تک) ہر سطح پر مشاورت کے قیام کا سلسلہ بھی جاری فرمادیا ہے جسے آپ دامت برکاتہم العالیہ کے مبارک انداز میں ڈھانے کی کوشش جاری ہے۔

امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کے مدنی مشورے کا انداز

امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کامدنی مشورہ مدنی آقائیت کے فرمان پر بشارت "بِسْرَقْ أَوْلَأَتُعَمِّرُ وَبَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا" (یعنی آسانی پیدا کرو اور تنگی و دوا اور خوشخبری دعا اور متنفر نہ کرو) (صحیح البخاری ح ۱۶۷۲ ا قدیمی کتب خانہ کراچی) کی عملی تصویر ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ آپ دامت برکاتہم العالیہ کی مشاورت یئر و بشارت کی سہولتوں سے مملو، تغیر و تنگیر کی تینجیوں سے مُبراء، سرور آمیز سنجیدہ ما حول میں ہوتی ہے۔ آپ کی شفقت کی تھیک اور آپ کے مزاج کا حق شرکاء مدنی مشورہ کا اتنا حوصلہ دے دیتا ہے کہ باوجود عُبُر و لایت کے کوئی بھی اسلامی بھائی اپنے مشورے کی پیش گزاری میں جھٹک محسوس نہیں کرتا۔ کوئی کیسا ہی خفیف و نامناسب بلکہ احتفاظہ مشورہ ہی دے بیٹھے آپ دامت برکاتہم العالیہ اس کو انتہائی تحمل و دسعتِ ظرفی سے سنتے اور پھر بڑے پر شفقت و حکیمانہ انداز میں اس مشورے کی کمزوریوں پر روشنی ڈال کر اس طرح اسکانا مناسب و ہونا واضح کر دیتے ہیں کہ مشورہ دینے والے کی حوصلہ تھنی بھی نہیں ہوتی اور وہ اپنی فلٹر رائے سے رجوع کر لیتا ہے۔

اس سے ان اسلامی بھائیوں کو ضرور درس حاصل کرنا چاہئے جو اپنے مشوروں میں انداز سے دوسروں کی بات کی کاٹ کرتے اور کسی کے نامناسب مشورے پر طنز و تفحیک سے کام لیتے ہیں کہ اس سے جہاں شرکاء مدنی مشورہ کی حوصلہ تھنی ہوتی ہے وہاں وہ خود بھی مخلص مشیروں کی وفاداریوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں بلکہ اپنے خلاف اسلامی بھائیوں کا ایک حلقة ہنا لیتے ہیں۔ یقیناً یہ ہمارا حکمتِ عملی سے محروم تھک ظرف کردار ہی ہے کہ جس کی وجہ سے ہم چند اسلامی بھائیوں کے ذمے دار ہو کر بھی انہیں اپنا بنا نے میں ناکام ہیں اور امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ لاکھوں اسلامی بھائیوں کے دلوں کی دھڑکن اور روح کی راحت بنے ہوئے ہیں۔ لہذا ہم بھی اگر کامیابی چاہتے ہیں تو ہمیں امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کا حلم و حکمت بھر انداز اختیار کرنا ہوگا، اپنے ماتحت اسلامی بھائیوں کی عزت نفس کا خیال رکھ کر انہیں سینے سے لگانا ہوگا، ان سے مشورہ کرنے کو اہمیت دے کر انہیں احساس محرومی سے ٹکارہونے سے محفوظ رکھنا ہوگا اور اگر بالفرض ان کے مشورے پر عمل کی صورت میں نقصان ظاہر ہو تو بھی ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہوئے انہیں ملامت و تو نخ کرنے سے بچتا ہوگا۔

تونے ایسا کہا تھا!

کسی داتا کا قول ہے ”جب تیرا دوست تجھے مشورہ دے اور اس کا انجام اچھا نہ ہو تو اس بات پر اسے ملامت و عتاب نہ کر اور اس طرح بھی نہ کہہ“ ”تونے ایسا کہا تھا، تیری سے ایسا ہوا ہے، اگر تو نہ ہوتا تو ایسا نہ ہوتا“ کیونکہ یہ سب زحر و ملامت ہی ہے (اور اس سے تیرا دوست شرمند ہوگا اور آئندہ تو اس کی بھلائی سے محروم ہو جائیگا) (المistrف ج ۳ ص ۴۳)

مشورہ قربت کا باعث ہے

مشورہ کرنا ایسا مبارک فعل ہے کہ اس سے وہ شخص سے مشورہ کیا جائے اپنی قدرت قیمت اور تکریم و اہمیت محسوس کر کے مسرور ہو گا اور اس کی مشورہ لینے والے سے وابستگی و قربت بڑھے گی۔ بلکہ اگر تاراض اسلامی بھائی سے مشورہ کیا جائے تو یہ مشورہ کرنا اس کا بغرض و کینہ کافور اور ناراضگی دور کر کے دل میں لطف و محبت کا نور پیدا کریگا۔ جیسا کہ بعض مفسرین نے آیت (وَشَاءِ رُّهْمٍ فِي الْأَمْرِ) کے تحت اس طرف اشارہ فرمایا ہے۔

(المجامع لاحکام القرآن الجزء الرابع ص ۱۹۲، داراللئکن بیروت)

صاحب الرائے کی فوقیت

اسی پختہ فکر، وسیع النظر، ذوجربہ اور صاحب الرائے شخصیت جس کی درستی وہ صواب اغلب واکثر ہوا اگر بغیر مشورے کے بھی کوئی امر فرمادے تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ اسی شخصیات ہی کی آراء سے تو قومیں بنتی اور فلاح پاتی ہے۔

سرکار مدینہ طاہری کے بعد حضرت سیدنا اسامہ بن زیدؑ کے قافلے کی روائی کے سلسلے میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے دیگر صحابہؓ کرام الرضوان کے مشوروں سے قطع نظر کرتے ہوئے اپنی وسعت ڈھنی اور بالغ نظری سے اسے روائہ کرنے کی اپنی رائے پر ہی ثابت اختیار فرمایا، جس کے بعد میں کثیر فوائد طاہر ہوئے۔ (ملخصاً الریاض الفضل والجزء الاول ص ۹۸، دارالمنار القاهرہ)

عنی کہتے ہیں کہ قوم عبس کے ایک شخص سے کسی نے پوچھا، تمہاری قوم میں درست رائے والے کتنے زیادہ ہیں؟ اس نے جواب دیا ہم ہزار آدمی ہیں اور ہم میں ایک ہی شخص حازم و تجربہ کا رہے۔ ہم سب (اپنے کاموں میں) اس سے مشورہ کر کے چلتے ہیں۔ تو گویا ہم سب کے سب تجربہ کا رو درست رائے والے ہیں۔ (العقد الفرید ص ۲۶۷، دارالاحیاء التراث العربی)

مشورہ دینے والا کیسا ہو؟

مشورے کے باب میں یہ بات انتہائی اہم ہے کہ مشورہ دینے والا کیسا ہے۔ کیونکہ مشیر کا بھی کس کام میں بہت اہم کردار ہوتا ہے۔ چنانچہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ نقل فرماتے ہیں کسی نے امیر المؤمنین مولا مشکل کشا کر اللہ وجہہ الکریم سے استفار کیا کہ خلفاء ملکہ کے زمانے میں فتوحات اسلامی زیادہ ہوئیں اور آپ کے زمانے میں خانہ جنگی زیادہ رہی اس کا سبب کیا ہے؟ ارشاد فرمایا، انہیں مشورہ دینے والے ہم تھے اور ہمیں مشورہ دینے والے تم ہو۔ لہذا ضروری ہے کہ مشورہ دینے والا اپنے آپ کو ان اوصاف سے محفوظ کرے جس سے کی رائے خام سے تام ہو جائے اور وہ مشورہ دینے میں مفید کردار ادا کر سکے۔ چنانچہ مشورہ دینے والا معاملے کی نوعیت سے صحیح طور پر آگاہ، آداب مشورہ سے واقف، تہذیب و شاستگی کا پیکر، خلوص ولہیت کا حامل، غور و خوض کا عادی، سلیمانی ہوا، سنجیدہ فکر اسلامی بھائی ہونا چاہیے۔

مشورہ دینے کے آداب میں منقول ہے ”مشورہ دینے والا معاملے کی باریکیوں کا صحیح علم رکھنے والا، مہذب و شاستہ رائے

وال ہو کیونکہ بہت سے علم والے درست رائے کی معرفت نہیں رکھتے اور کئی ایسے ہیں جو معمولی بات میں بحث کرنے میں بھی درستی پر نہیں ہوتے۔ (ایضاً ۲۴۶)

مشیر عاجزی و اخلاص والا ہو

مشیر (یعنی مشورہ دینے والے) کے لئے ضروری ہے کہ وہ عاجزی و اخلاص والا ہو۔ اس کا مقصد اپنی رائے کی برتری ثابت کرنا نہیں بلکہ معاملہ کی بہتری ہونا چاہئے۔ لہذا اگر ذمہ دار اس کی رائے کے علاوہ کسی اور بات میں بہتری سمجھتے ہوئے اسے اختیار کرے تو اس کے دل میں کچھ بھی رنج پیدا نہیں ہونا چاہئے، بلکہ اس اپنا یہی ذہن بنائے رکھنا چاہئے کہ میرا مشورہ ناقص ہے اگر کام میں آجائے تو میرے لئے ثواب ہے اور اگر کسی اور رائے پر عمل ہو تو اللہ تعالیٰ اس میں ہی بہتری فرمادے۔ لہذا جب بھی مشورہ دیں وسعت نظری و قلبی کے ساتھ دیں۔ الحمد للہ علیہ امیر الہدیت دامت برکاتہم العالیہ نے ہمیں یہ ذہن دیا ہے کہ جب بھی مشورہ دیں یہ کہہ کر دیں کہ ”یہ میرا ناقص مشورہ ہے۔“ جب ہم خود اپنے مشورے کو واقعی ناقص جانیں گے تو قول نہ ہونے پر رنج نہیں ہو گا اور نفس و شیطان بھی کوئی وارنہ کرسکیں گے اور اگر قبول نہ ہونے پر ناراضی کا اظہار کر بیٹھے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمارا زبان و سے اپنے مشورے کو ناقص کہنا عاجزی نہیں ریا کاری تھا۔ اس لئے مشورہ دینے والے کو پہلے ہی سے اپنا یہ ذہن بنالیانا چاہئے کہ میرا مشورہ ناقص ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ نہ مان جائے۔ وگرنہ مشورہ مسترد ہونے کی صورت میں شیطان اپنا کام کر دکھاتا اور عزت نفس و انا کا مسئلہ بناؤ کر آپس میں اختلافات پیدا کروادیتا ہے۔ نیز مشورہ دینے والا یہ بات بھی ذہن میں رکھے کہ مشورہ لینے والے کو شرعاً یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس کی رائے سے اتفاق نہ کرے۔

مشورہ یا حکم؟

حضرت پیر یہ باندی تھیں۔ ان کے آقانے ان کا نکاح حضرت مُغیث سے کروایا اور کچھ عرصے کے بعد انہیں آزاد کر دیا۔ آزاد ہونے کے بعد حضرت بریہ کو یہ حق حاصل ہو گیا کہ وہ چاہیں تو اپنے شوہر کے ساتھ ہیں یا علیحدگی اختیار فرمائیں۔ چنانچہ حضرت بریہ نے علیحدگی کا ارادہ فرمایا، حضرت مُغیث اپنی زوجہ سے بہت محبت فرماتے تھے اور علیحدگی نہ چاہتے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ نبی کریم نے (حضرت بریہ سے) فرمایا، بہتر ہے کہ تم اس سے رجوع کرلو۔ وہ عرض گزار ہوئیں، یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے یہ حکم دیتے ہیں؟ فرمایا، میں سفارش کرتا ہوں۔ عرض کی مجھے اس (رجوع) کی حاجت نہیں۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث ۵۲۳ ص ۲۸۹ و راکتب العلمیہ بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آقانے دو عالم کی عاجزی کے قربان! کس قدر پیار اور س عطا فرمایا کہ کوئی کیسا ہی ذہن و فلین اور کتنی ہی اہم شخصیت ہوا اگر کوئی اس کا مشورہ قبول نہ کرے تو اس سے رنجیدہ خاطر ہو کر اس پر غصب ناک نہ ہو جائے اور اس مشورہ نہ ماننے والے کے بارے میں دل میں بغض نہ رکھ لے بلکہ اس طرف توجہ رکھے کہ جسے میں مشورہ دے رہا ہوں اس پر لازم کب ہے کہ وہ میرے مشورے پر عمل بھی کرے اور ایک ماتحت کے لئے تو گران و ذمے دار کے بارے میں اس سے بڑھ کر آداب قبلی لحاظ ہیں۔

مشیر امین اور رازدار بھو

مشیر کے لئے امانت دار اور صاحب راز ہونا بھی بہت ضروری ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ نبیوں کے سرور، رسولوں کے افسر محبوب رب داور قید و قیدی تقسیم فرمائے تھے۔ جب دو غلام (یعنی قیدی) باقی رہ گئے تو ایک انصاری صحابیؓ (حصول غلام کی غرض سے) حاضر ہوئے۔ رسول مختار، باذن باذن پروردگار قید و قیدی نے ارشاد فرمایا ”ان دونوں میں سے جو چاہوا اختیار کرو، ان صحابیؓ نے عرض کی، یا رسول اللہ قید و قیدی! بلکہ آپ انتخاب فرمادیں۔ پیارے آقاؓ نے دو مرتبہ اپنا ایک دست اقدس دوسرا مبارک ہاتھ پر مارتے ہوئے فرمایا، **الْمُسْتَشَارُ أَمِينٌ**، یعنی جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہے، جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہے۔ (اس ارشاد کے بعد فرمایا)، لے (ان دونوں غلاموں میں سے) یہ لے لے، کیونکہ میں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ (مصنف عبدالرزاق ج ۱۰ ص ۳۶۲ ط، دار الکتب العلمیہ بیروت)

سیدنا امام بخاری علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں کہ سرکار مدینہ القسطنطینیہ کے بعد خلفاء و ائمہ مباح کاموں میں امین لوگوں اور علماء سے مشورہ کیا کرتے تھے۔ (الجامع لاحکام القرآن الجزء الرابع ص ۹۳ ط، دار الفکر بیروت)

سیدنا سفیان ثوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، ”متقی، امانت دار اور خوف خدا ہیکل رکھنے والے شخص سے مشورہ کرنا چاہئے“۔ (ایضاً)

بعض علماء فرماتے ہیں، ”کسی تجربہ کا شخص سے مشورہ لینا چاہئے کیونکہ وہ تم کو ایسی رائے دیگا جو اسے تو گراں دستیاب ہوئی مگر تجھے مفت میں مل جائیگی“۔ (ایضاً)

لہذا مشورہ اس کے اہل سے کرنا ضروری ہے بیماری میں پولیس اور عمارت کی تعمیر میں طبیب سے مشورہ نہیں لیا جائے گا۔ اسی طرح کہا گیا ہے کہ مندرجہ ذیل سے مشورہ نہ کیا جائے۔

(۱) جاہل (۲) دشمن (۳) ریا کار (۴) بزدل (۵) خواہشات کا پیرو۔ کیونکہ رائے دینے میں جاہل گمراہ کرے گا، دشمن ہلاکت چاہے گا، ریا کار لوگوں کی خوشنودی کو پوش نظر رکھے گا، بزدل کم ہمتی کا مظاہرہ کریگا، بخل کی رائے حص مال سے خالی نہ ہوگی اور خواہشات کی پیروی کرنے والا اپنی خواہشات کا غلام ہوتا ہے سو اس کی رائے اس کی خواہش کے تابع ہوگی۔ (المستظر ف ص ۲۲۸ ط، دار الصادر)

لاچھی اور خوشامدی سے بھی مشورہ نہیں کرنا چاہئے کہ یہ ہمیشہ اپنا فائدہ سوچ گا اور اجتماعی مفادات سے کچھ غرض نہ رکھے گا۔ لہذا مشورہ دینے والے کو چاہئے کہ مذکورہ بالا صفاتِ ندمومہ سے خود کو بچائے۔ اور اپنے اندر ایسی اعلیٰ صفات اور ایسی کڑھن اور اخلاص پیدا کرے کہ اس کے مشورے مدنی کاموں میں زیادہ سے زیادہ بہتری لانے کے لئے مفید و سودمند ثابت ہو سکیں۔

لہذا تمام مگر ان اسلامی بھائیوں کو چاہیے کہ مرکزی مجلس شوریٰ کی طرف سے عطا کردہ ”مدنی مشورہ کے ۱۹ امنی پھول“ کے مطابق اپنے مشورے کریں اور باہمی مشاورت ہی سے معالات کو طے کریں تاکہ مشوروں کی برکت سے تقسیم کاری کے

ساتھ ساتھ المبدل اسلامی بھائی بھی ملنا شروع ہو جائیں۔

ذمہ دار ان کیلئے ۱۹ مدنی پھول

مرکزی مجلس شوریٰ، ملکی انتظامی کا بینہ، ہر سطح کی مجلس مشاورت، ڈویٹیشن اور تحصیل اور علاقائی گران صاحبان (ذمہ دار اسلامی بھی ضرور ترتیم کر کے) ”مدنی مشورہ“ میں تلاوت کے بعد ہر بار پڑھ کر سنادیں کاش! یہ مدنی پھول ہر ذمہ دار کے کانوں میں ہر ماہ دو ہرائے جارتے رہیں۔ مقولہ ہے: **نما نکزو رنگز** یعنی جوبات بار برد وہ رائی جاتی ہے وہ دل میں قرار پکڑ لیتی ہے۔

۱۔ مسلک اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن پرمضبوطی سے قائم رہیں، علمائے اہلسنت کا ادب کریں۔

۲۔ ”تم سے تمہارے ماتحت کے بارے میں پوچھا جائیگا۔“ (جمع الزوائد ج ۵ ص ۷۲ دار الفکر بیروت) ہر تنظیمی ذمہ دار سے بھی بروز قیامت ایک ایک ماتحت کے بارے میں بازپرس ہوگی، حاکم نہیں خادم بن کر ہی رہیں۔ اور اپنے دل کو عاجزی کا ٹوٹ گر بنائیں۔

۳۔ ”آپ کا منصب کر کے دکھانا نہیں، فقط کوشش کئے جانا ہے۔ کامیابی دینے والی ذات رب کائنات کی ہے۔

۴۔ ہر تنظیمی کام کے آغاز میں (دل ہی میں کہی) دعا کی عادت بنائیں، نظر ”اسباب“ پر نہیں خالق اسباب پر رکھیں۔

۵۔ میہر مسئلہ آپ پر تو صلوٰۃ الحاجت، صلوٰۃ الاسرار یا ختم غوثیہ وغیرہ کا اہتمام فرمائیں، گزگز اکر دعاء نکلیں۔

۶۔ ایسوں کو ڈھونڈتے رہیں جو پہلے آتے تھے مگر اب نہیں آتے۔ ہفتے میں کم از کم ایک مچھڑے ہوئے اسلامی بھائی کو دوبارہ مدنی ماحول سے ضرور وابستہ کریں۔ (یہاں وہ مرد نہیں جن پر تنظیمی پابندی لگی ہو)

۷۔ ملساڑی ”انفرادی کوشش“ کی روح ہے۔

۸۔ انتہائی نرمی کے ساتھ گھر میں بھی مدنی ماحول بنائیں، اگر آپ کی سُنی جاتی ہے تو دیور و چیزوں اور بھائی بھی کے پردے کو یقینی بنائیں۔ گھر کی بے احتیاطیاں باہر آنے سے دعوت اسلامی کو بھی نقصان پہنچا ہے۔

۹۔ یہ شکایات عام ہیں کہ ”اسلامی بھائی اطاعت و تعاون نہیں کرتے، الگ الگ گروپ بنالیا ہے“، وغیرہ۔ اس کی بنیادی وجہ اکثر ذمہ دار کی بے احتیاطیاں بھی ہوتی ہیں مثلاً جو ”ذمہ دار“ غصیلا، با تو نی، ایک یا چند سے گھری دوستی رکھنے والا، روٹھے ہوؤں کو منانے کے بجائے ان کی کاٹ کرنے والا، تو تکار، ابے بتے اور بازاری لجھ والا اور نرمی سے محروم ہو گا تو اس کے علاقے میں شکایات ختم ہونے کے بجائے بڑھتی چلی جائیں گی۔

۱۰۔ معمولی بے احتیاطی بھی کبھی کبھی بہت بڑے نقصان کا باعث بنتی ہے۔ اگر آپ واقعی مدنی کام کرنا چاہتے ہیں تو جب تک شریعت حکم نہ دے ہر گز کس سُنی کو اپنا مخالف نہ بنائیں۔

۱۱۔ آپ کی ایک ایک حرکت کو لوگ بغور دیکھتے ہوں گے لہذا کوئی ایسا کام نہ کریں کہ دعوت اسلامی پر انگلی اٹھے۔

۱۲۔ ایک طرف کی سن کر کوئی رائے قائم نہ کریں، نہ فیصلہ نہایں، فریقین کی الگ الگ سینیں اور عنود در گزرے کے فضائل بیان کر کے نرمی پر آمادہ کریں پھر دونوں کو کٹھاڑٹھا کر صحیح کروادیں۔

۱۳۔ زبان کی بے احتیاطی مدنی ماحول کیلئے غالباً سب سے زیادہ نقصان وہ ہے۔ لہذا دانش قپٹ اور مسخرہ پن کیلئے خود پر پابندی لگائیں، گفتگو کے اشارے سیکھ لیں اور ضرورتا اس طرح کی تقسیم کر لیں مثلاً والدین سے نیز فون پر زبان سے بات کروں گا۔ جو چھوٹا بھائی ماحول میں ہے اس سے اور فلاں فلاں اسلامی بھائی سے حتی الامکان اشارے سے اور لکھ کر کام چلاوں گا۔ ان ہاء اللہ آہستہ آپ سنجیدہ اور کم گوہ جائیں گے۔ پھر دیکھئے مدنی ماحول میں حسن اخلاق کے کیسے مدنی پھول کھلتے ہیں۔ اس کیلئے مہینے میں کم از کم ایک بار رسالہ ”**تقلیل مدینۃ**“ یا انفرادی طور پر پڑھنا ان ہاء اللہ آہستہ آپ سنجیدہ کا مفید رہے گا۔

۱۳۔ ہر مہینے مدنی قافلے میں سفر اور مدنی انعامات کا ہر ماہ فارم جمع کروانے میں ذمہ دار اکتوبر کے اسلامی بھائیوں کی تنقید یا حوصلہ لٹکنی اور دعوت اسلامی کی ترقی میں رکاوٹ کا باعث نہ بنیں۔

۱۵۔ غلطی کرنے والے کی براہ راست اصلاح کریں اور مسائل کا تنظیمی ترکیب سے حل نکالیں۔ جب تک شرعاً واجب نہ ہو جائے اس وقت تک کسی کی غلطی کو دوسرے کے آگے بیان کر کے بدگمانیوں، غیبتوں، پھلیوں اور ایک دوسرے کے غیب اچھالنے کا باز اگرم کر کے اپنی آخرت اور دعوت اسلامی کے مدنی ماحدوں کے نقصان کا سبب نہ بنیں۔

۱۶۔ جو چندہ جس مدعی عنوان کے تحت لیا اسی میں خرچ کرنا واجب ہے مثلاً مسجد کے نام پر لیا ہوا چندہ مدرسہ اور دیگر نیک کاموں پر خرچ کر دیا تو تاوان (یعنی جتنا خرچ کیا وہ پہلے سے) ادا کرن پڑیگا۔ لہذا جس سے چندہ لیں اس سے کہیں، ”یہ رقم ہمیں ہر نیک کام میں خرچ کرنے کی اجازت دے دیجئے۔“ مستحق کو زکوٰۃ و فطرہ کا مالک بنانا شرط ہے۔ بلا حلیہ شرعی مسجد یا مدرسہ کی تعمیر و مرسین کی تخلیواہ اور دیگر نیک کاموں میں استعمال نہیں کر سکتے۔

۷۔ جس اسلامی بھائی سے زکوٰۃ و فطرہ کا حیلہ کی اس کو مالک بنادینا ضروری ہے اگر دیتے وقت کہا ”واپس لوٹا دینا“ تو حیلہ ڈرست نہ ہوگا۔ وہ بھی عطیہ دیتے وقت کلی اختیارات دے اگر مثلاً اس نے دیتے وقت کہا، ”یہ قم فیضان مدینہ ک تعمیر میں لگائیں، تو اب کسی اور کام میں خرچ کریں تو گنہگار ہوں گے۔

۱۸۔ مسجد، مدرسہ یا کسی بھی سماجی ادارہ کی اسٹینشنسی، فون اور بجلی وغیرہ کا ذاتی استعمال حتیٰ کہ موبائل وغیرہ بھی چارج نہیں کر سکتے ہاں عرف کے مطابق جو تی روشن ہے اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

۱۹۔ خدام مسجد و مدرسه ضرورت سے زائد تھی، پنکھا نہ چائیں اور وقت پورا ہوتے ہی فوراً بند کر دیں۔ بلا اجازت شرعی تاخیر کریں گے تو گنہگار ہوں گے۔ ہر ایک کو ان باتوں کا اپنے گھر میں بھی خیال رکھنا چاہیے۔ آخر میں اپنی نیت کی اصلاح کے ساتھ تین بار یہ پڑھیں اور سارے دو ہرائیں۔ ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔“ (ان هاء اللہ ﷺ) اپنی اصلاح کی کوشش کیلئے مدنی انعامات پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کیلئے مدنی قافلوں میں سفر کرتا ہے۔ ان دونوں کاموں کا عادی بننے کیلئے مجھے اپنی ذات پر یہ سات مدنی اصول نافذ کرنے ہیں۔

(۱) ہر نماز باجماعت مسجد میں ادا کرنی ہے اور اس کیلئے کم از کم ایک کو دعوت دیکر اپنے ساتھ مسجد میں لے جانا ہے۔

(۲) روزانہ کم از کم دو گھنٹے مدنی کاموں میں صرف کرنے ہیں۔

(۳) ہر ہفتہ تعطیل کے دن علاقائی دورہ برائے نیکی کی ڈعوت میں اول تا آخر شرکت کرنی ہے۔

(۴) ہفتہ وار مدنی انعامات کا فارم پر کرنا اور ہر ماہ ذمہ دار کو جمع کروانا ہے۔

(۵) زندگی میں یک مشتمل ۱۲ ماہ، ہر ۱۲ ماہ میں ۳۰ دن اور عمر بھر ہر ماہ تین دن کیلئے مدنی قافلوں میں سفر کرنا ہے۔

(۶) انفرادی کوشش کے ذریعے اسلامی بھائیوں کو مدنی ماحول میں لانا ہے۔ میں بھی ان اصولوں پر عمل کی نیت کرتا ہوں اور آپ بھی نیت فرمائیں زور سے کبیے ان هَا ءاللَّهِ۔

مدنی مشورے کو موثر بنانے والے مدنی پہلوں

الف: مدنی مشورے سے قبل مندرجہ ذیل امور کے پیش نظر کیے۔

۱۔ سابقہ مدنی مشورے کے نکات کا مطالعہ کیجئے اور اس بات کا یقین کر لیجئے کہ جو مدنی کام آپ کے پرداز کئے گئے تھے وہ انجام پاچکے ہیں۔

۲۔ سابقہ مدنی مشورے کے جن نکات نکات کی تفصیل درکا ہوا سے اگلے مدنی مشورے سے قبل ہی اپنے نگران سے حاصل کر لیجئے تاکہ آئندہ مدنی مشورہ مفید ثابت ہو سکے اور جن امور پر سوالات قائم ہوتے ہوں انہیں بھی پہلے ہی تحریر کر لیجئے۔

۳۔ اس بات پر بھی غور فرمائیجئے کہ آئندہ مدنی مشورے میں کن کن امور پر کس طرح گفتگو کرنی ہے۔

۴۔ مدنی مشورے سے پیشتریاً فوراً بعد کوئی اہم کام پہلے سے طعنہ کیجئے۔

۵۔ مدنی مشورے کے دوران کسی اہم فون یا معاملے وجہ سے توجہ کے منتشر ہونے سے بچنے کے لئے پہلے سے کسی نعم البدل کا انتظام فرمائیجئے۔

۶۔ مدنی مشورے میں پہنچ کا درست وقت اگر ۰۰:۰۰ بجے ہے تو آپ پورے دس بجے ہی نہ پہنچ بلکہ ہو سکے تو پہیں چھپیں مفت ورنہ کم از کم پانچ دس منٹ قبل تشریف لائیے تاکہ آپ اضطراب دور کر سکیں اور خود کو مدنی مشورے کے ماحول میں ڈھال سکیں۔

۷۔ آئندہ مدنی کیلئے آپ کے نکات کمکل تیار ہوں، اور اس معاملے میں آپ کا ذہن اپنا موقوف سمجھانے کیلئے بالکل صاف ہو اور دعوتِ اسلامی کے اجتماع فوائد پر آپ کی نظر ہو۔

۸۔ مدنی مشورے کے دوران یہ بات ذہن نشین رکھیئے کہ میرا مشورہ یا تجویز ناقص ہے اور ممکن ہے کہ رد ہو جائے۔ نیز اسی میں ہرگز **"انا"** کا مسئلہ نہ بننے دیجئے، البتہ اپنا موقوف اس قدر مدلل اور ٹھوں انداز میں مگر نرم گفتگو کے ساتھ پیش کیجئے کہ لوگوں کے دل ماننے پر مجبور ہو جائیں۔

۹۔ اپنے نکات کے سلسلے میں ضروری کوائف مع متعلقہ لوازمات لازمی ساتھ رکھئے۔

۱۰۔ اگر کسی وجہ سے غیر حاضری ہو تو اس کی پیشگی اطلاع فردیجئے اور اگر نگران کی اجازت ہو تو متبادل کو مکمل تیاری کے

ساتھ بحث و تبھی۔

ب: مدنی مشورے کے دوران مندرجہ ذیل امور کو ملاحظہ رکھیے:

- نکات اور دیگر گفتگو کو تحریر کرنے کیلئے ضروری اسی شنزی جیسے ڈائری، قلم وغیرہ ساتھ رکھیے۔

- اپنے نکات واضح انداز اور مختصر گفتگو میں پیش کیجئے، لمبی چوڑی بحث سے اجتناب کیجئے۔

۳۔ اگر آپ کوئی رائے دینا چاہیں یا کوئی بات ذہن میں ہو اور اس کا اظہار کرنا چاہیں تو مناسب وقت پر کر دیجئے مگر اس میں صاف گوئی اور دیانت داری کو پیش نظر رکھیے اور شرکاء کی دل آزاری سے خود کو بچا کر رکھیے۔

۴۔ خود بھی طے شدہ نکات پر ہی گفتگو کیجئے اور تمام شرکاء کو بھی اس کا پابند کیجئے۔ خاطر مخفف (یعنی موضوع سے ہٹ کر غیر متعلقہ گفتگو) سے مدنی مشورے کو بچائے رکھئے۔

۵۔ اگر کوئی بات آپ کی سمجھ میں نہ آئے تو اس کی وضاحت ضرور حاصل کیجئے کسی صورت میں بھی ابہام باقی نہ رہئے دیجئے۔

۶۔ یاد رکھئے! مدنی مشورے اجتماع نکات، دعوت اسلامی کی ترقی، اہم امور پر فیصلوں اور مسائل کے بہتر حل کیلئے کئے جاتے ہیں۔ لہذا جسمانی حاضری کے ساتھ ساتھ ہنی لحاظ سے بھی مکمل طور پر حاضر رہیں تاکہ آپ اپنی صلاحیتوں کو بھر پورا استعمال کر سکیں۔

۷۔ شرکاء مدنی مشورہ کے حفظ مراتب اور عزب نفس کا خیال رکھتے ہوئے سب کے خیالات و آراء سننے کا حوصلہ رکھئے اور انہیں شامل گفتگو کیجئے۔ اس سے شرکاء کے حوصلے بڑھتے اور اعتماد بحال رہتا ہے۔

۸۔ اُن معاملات سے خود کو بچائیے جس سے مدنی مشورے میں اختلاف اور نزاعی کیفیت پیدا ہو مثلاً نفرہ تفصیل وغیرہ۔ نیز مذاق مخزی، معیار سے گری ہوئی مثالوں، قہقہوں اور ہاتھ پر ہاتھ مارنے وغیرہ سے بھی مجتبی رہئے۔

۹۔ جو مدنی کام آپ کو آئندہ کیلئے دیئے جا رہے ہیں انہیں وضاحت کے ساتھ اپنے پاس تحریر فرمائیجئے۔

ج: مدنی مشورے کے بعد یہ باتیں پیش نظر رکھیے:

۱۔ طے کئے ہوئے نکات کا بغور جائزہ لیجئے۔

۲۔ جو مدنی کام آپ کے سپرد ہیں انہیں بہتر انداز میں سرانجام کیلئے ان کے بارے میں غور فکر کیجئے۔

۳۔ جن اسلامی بھائیوں تک فیصلے اور دیگر نکات پہنچانے ہیں ان تک فوراً پہنچا دیجئے۔

۴۔ وہ باتیں کسی کے آگے بیان نہ کیجئے جن کے بارے میں ابھی فیصلہ محفوظ ہے یا جنہیں کس اور کو بتانے سے روکا گیا ہے کہ یہ نکات آپ کے پاس مرکز کی امانت ہیں۔ حضرت سیدنا علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں۔

لَا تَفْسِلَ إِلَّا إِلَيْكَ فَإِنْ لَكُلُّ نَصِيْحَ نَصِيْحًا

ترجمہ: اپناراز اپنے علاوہ کسی پر ظاہرنہ کر کیونکہ ہر رازدار کا ایک رازدار ہوتا ہے۔

۶۔ طے شدہ معاملات کے بارے میں ایسا انداز بھی اختیار نہ کیجئے جو اجتماعی فیصلے کے تاثر کو ختم کر کے رکھ دے، اگر کسی فیصلے پر نظر ثانی کی ضرورت محسوس فرمائیں تو اسے آئندہ مدنی مشورے کے نکات میں لے لیجئے۔
۷۔ اتفاق رائے سے کئے گے فیصلوں کے بعد ان پر عمل درآمد آپ کی ذمہ داری ہے۔ اگر آپ کی اختلاف رائے درست بھی ہوت بھی اجتماعی فیصلوں کی اپنی برکت اور فادیت ہوتی ہے۔ لہذا کبھی بھی ”انا نیت“ اور ”ذایت“ کو نجی میں لانے کی کوشش مت کیجئے۔

- د: نگران یا جس نے مدنی مشورہ طلب کیا اس کی ذمہ داری:
- ۱۔ مدنی مشورے میں جن معاملات اور نکات پر گفتگو ہونی ہے ان کے بارے میں کامل معلومات حاصل کیجئے۔
 - ۲۔ اس بات کو لیکنی بنائیے کہ شرکاء مدنی مشورہ کو مقررہ تاریخ، دن، وقت اور مقام کی معلومات نیز اگر ضروری ہو تو نکات کی فراہمی ہو چکی ہے۔
 - ۳۔ مدنی مشورے کا وقت آغاز کرو یا جئے۔
 - ۴۔ مدنی مشورہ عام فہم زبان میں کیجئے۔
 - ۵۔ شرکاء گفتگو میں شریک رکھئے۔
 - ۶۔ حکمت و شفقت سے لظم و ضبط اور ماحول سنجیدگی کو لیکنی بنائیے۔
 - ۷۔ درست فیصلوں تک پہنچنے کیلئے راہیں نکالئے۔
 - ۸۔ امرانہ انداز سے اجتناب کیجئے اور ایسا انداز اختیار فرمائیے کہ شرکاء اسلامی بھائیوں میں اعتماد پیدا اور اجنبيت و خوف کی کیفیت جاتی رہے۔ اس سے تخلیقی ذہن کھل کر سامنے آئیں گے۔
 - ۹۔ آپ اپنا عنديہ قبل از وقت بیان کر کے شاید شرکاء کی رائے سے محروم ہو جائیں لہذا اولاً سب کو اپنے موقف کھل کر بیان کرنے دیجئے ہو سکتا ہے کوہ اسلامی بھائی اتنی پیاری رائے دے دے کہ آپ اپنا عنديہ بدلنے پر مجبور ہو جائیں۔ اگر آپ نے پہلے ہی اپنا زہن دے دیا تو پھر اچھی رائے قبول کرنے میں بھی ”انا“ کو سامنا ہو سکتا ہے۔
 - ۱۰۔ جو نکات لکھ لئے گئے ہیں ان کو ایک نظر دیکھ لیجئے اور اگر کوئی ضروری بات لکھنے سے رہ گئی ہو تو لکھوا لیجئے۔
 - ۱۱۔ طے شدہ نکات پر عمل دار آمد کو لیکنی بنائیے۔